ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

عابدہ نسیم
پی ایچ ڈی سکالر، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس۔
ڈاکٹر شاہدہ یوسف
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس۔

کشمیری اُردو شاعری میں مزاحمتی عناصر

Abida Naseem *
Ph.d Scholar, Ripha International University Faisalabad Campus.
Dr. Shahida Yousaf
Associate Professor, Deptt of Urdu, Ripha International University Faisalabad Campus.

***Corresponding Author:** abida.scholar2025@yahoo.com

Resistance Elements in Kashmir's Urdu Poetry

The Urdu poetry of Kashmir is a great literary asset which is reminiscent of natural beauty, cultural diversity and political struggle. The Urdu poetry of Kashmir comprises various themes, which have granted it a special place among literary circles. Natural beauty is one of the prominent themes of that poetry, where descriptions of lakes, mountains and rose gardens equip the same with physical beauty. The instant poetry has linked feelings of love with the natural landscape which provides the reader an emotional and imaginative spectrum. The second most important theme within the Urdu poetry of Kashmir is the national and political perspective. This poetry has adopted within its fold the struggle for independence, sanctity of people's rights and resistance against the oppression. Such pieces of poetry reflect fully the problems faced by the people of Kashmir and their

aspirations. Spiritualism and mysticism also have a special place in the Urdu poetry of Kashmir. Sufi poets have presented divine love, affection for mankind and spiritual encounters in their poetry, which instil deeper understanding into the mind of the reader. Social problems such as poverty, ignorance, women's rights and caste system have also been highlighted by the said poetry. This poetry is a voice against the injustice and exploitation of society. Kashmiri poetry has adopted new themes such as man's dilemma and civilizational problems in the wake of modernism and postmodernism. Such themes have blended the instant poetry with deeper literacy cult. Religious and moral themes have always found an important place within the domain of Kashmir poetry, which have duly highlighted humanity, morality and teachings of Islam. The Kashmiri poets have composed pieces of poetry upon longing for peace and horrors of war which truly reflect the significance of global peace and brotherhood.

Key Words: *Urdu poetry, nature beauty, political perspective independence, injustice, global peace etc.*

اُردو میں ”مزاحمتی ادب“ اور” مفاہمتی ادب“ کی بحث زیادہ پرانی نہیں۔یوں تو ترقی پسند تحریک کے قیام کے بعد ادب میں انقلابی فکر کی روشنی میں مزاحمتی عناصر کی پرداخت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا لیکن مزاحمتی ادب اور مزاحمتی شاعری کی اصطلاحات گذشتہ دوتین دھائیوں میں مقبول ہوتی ہیں۔سوال یہ ہے کہ مزاحمتی ادب کی اصطلاح کی طرح خود مزاحمتی ادب بھی واقعتاً کوئی نئی چیز ہے یا کیا اس صدی سے پہلے دنیا میں بالعموم اور اُردو دنیا میں بالخصوص ، جو ادب تخلیق ہو رہا تھا وہ سارا کا سارا مفاہمتی تھا ؟اس سوال کا جواب یقینا نفی میں ہے اور ہم میں سے ہر آدمی جانتا ہے کہ تاریخ ادب میں ادب کے اندر انقلاب ، بغاوت اور احتجاج کی ایک رو ہر صورت دوڑتی رہی ہے۔یہ الگ بات ہے کہ احتجاج اور مزاحمت کی یہ نے کبھی اونچی اور کبھی دھیمی رہی ہے اور اس کا مزاج مختلف معاشروں میں مختلف رہا ہے۔شعراء زندگی کے محض مصور ہی نہیں ہوتے۔وہ اس کے مبصر اور ناقد بھی ہوتے ہیں چنانچہ انہیں اپنے خیالات و نظریات کو شعروں کے روپ میں بھی ڈھالنا ہے اور نقطۂ نظر کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

مزاحمت نقطۂ نظر میں ہی روا رکھنی ہے جبکہ ان کا نقطۂ نظر ان کے شعرو ادب میں ہی بہتر طور پر اُجاگر ہو سکتا ہے۔ماضی قریب میں مشرق میں معروف ایرانی شاعرہ قرۃ العین طاہرہ اور مغرب میں ایذرا پاؤنڈ مزاحمت کی زندہ مثالیں ہیں جن میں اول الذکر کو باغیانہ مذہبی خیالات اور مؤخر الذکر کو انقلاب آفریں سیاسی نظریات (بالخصوص جنگ کی مخالفت اور امن کے پرچار کی پاداش میں بارہ سال تک پاگل خانے میں رہنا پڑا اور امریکہ میں تنگ وطن اور ننگ قوم جیسے دُشنام آمیز اور تحقیر آمیز خطابات کا نشانہ بننا پڑا۔یہ تو محض دو مثالیں ہیں مشرق و مغرب کے ادبیات میں شاعروں اور ادیبوں کو مقتدر قوتوں کی مخالفت اور خلق خُدا کی حمایت کے لیے جو قربانیاں دینی پڑیں ان کی تفصیل سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔اس ضمن میں پروفیسر محمد عثمان اپنے مضمون " مزاحمتی ادب ایک تجزیہ" میں لکھتے ہیں:

> "مزاحمتی ادب کے پیروکاروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ افریقہ کے اہل قلم نے بھی مزاحمتی ادب تخلیق کیا اور ویت نام کے دانش وروں نے بھی۔مزاحمتی ادب کسی خاص علاقے یا قوم کی میراث نہیں جہاں دنیا میں مظلوم انسان ہوں گے اور جہاں وہ اپنے حقوق اور آزادی کی جنگ لڑ رہے ہوں گے وہاں مزاحمتی ادب اُنہیں جوش اور ولولہ اور جنی فرواواں دے رہا ہو گاہ مزاحمتی ادب اس طرح آفاقی اور سدا بہار بھی ہے"۔(۱)

کشمیر کے عوام بھی اپنے حقوق ، آزادی اور بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں چنانچہ یہاں کے ادب میں مزاحمتی عناصر کا ہونا قدرتی کی بات ہے۔آزاد کشمیر کے ادب (بالخصوص شاعری) کا نمایاں ترین فکری پہلو ہی اس کا مزاحمتی مزاج ہے۔خطہ میں مزاحمتی شاعری کے پنپنے اور اس کے مقبول ہونے کی ایک سے زائد وجوہات ہیں۔پہلی اور سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ خُود کشمیریوں کی ساری تاریخ مزاحمت اور حمد البقاء کی تاریخ ہے۔بالخصوص ۱۵۸۶ء سے ، جب مغل بادشاہ اکبر کے ہاتھوں پہلی مرتبہ کشمیر کی اندرونی خود مختاری سلب ہوئی ، یہاں پر مزاحمت کی ایک نہ ختم ہونے والی کہانی شروع ہوئی جو لمحہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلّہ

موجود تک کسی خاطر خواہ انجام تک نہیں کھینچ پائی۔کشمیریوں کی مزاحمت کے ضمن میں پروفیسر احسان اکبر لکھتے ہیں:

"کشمیروں کی مزاحمت بھی صحیح ہے لیکن یہ ہمیشہ کی مذہبی قدر کے تحفظ کے لیے ہوگی"۔ (۲)

پاکستان کے زیر اثر آزاد جموں کشمیر کے سیاسی وغیرسیاسی احوال بھی زیادہ تر غیر مستحکم اور مخدوش رہے ہیں۔چنانچہ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں جب کبھی بھی طالع آزماء حکمرانوں ، مطلق العنان آمروں اور شہری آزادیاں سلب کرنے والے ارباب اختیار کو اقتدار ملا اس کے نتیجے میں جس قسم کا ادبی اور شعری ردِ عمل پاکستان میں پیدا ہوا ویسا ہی آزاد کشمیر میں بھی پیدا ہوا۔پاکستان کی عینوں فوجی آمریتوں کے دوران آزاد جموں کشمیر میں بھی آمر اور مطلق العنان حکومتی انتظامیہ مسلط کی گئی حالاں کہ یہاں کے سیاسی حالات پاکستان کے معروضی سیاسی حالات سے قطعی طور پر مختلف تھے اور یہاں پر سیاسی عمل کو کسی تعطل کا شکار بنانے کا جواز نہ تھا۔مشہور شاعرحبیب کیفوی کےاشعار ان حالات کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔

ذوق غلط پسند نے منصور ہی چُنا
گو جاں بحق ہزار ہوئے خامشی کے ساتھ (۳)

خدا سر دے کہ جھک کر آستانِ یار تک پہنچے
نہ ایسا ہو تو ایسا ہو کہ اوج دار تک پہنچے (۴)

پاکستان کی حکومتوں نے آزاد کشمیر میں سیاسی نظام اور جمہوری قدروں کو سبوتاژ کر کے آزاد خِطّہ میں اپنے سیاسی حلیفوں کو مسلط کرنے کی جو پالیسی روا رکھی اس کے نتیجے میں آزاد جموں کشمیر کے حساس اور پڑھے لکھے طبقے (جس میں شعراء بھی شامل ہیں) میں لازمی طور پر یہ احساس پیدا ہوا کہ پاکستان کی حکومتیں خطہ کو اپنی کالونی کا درجہ دیتی ہیں اور یہاں کے معروضی سیاسی سیاسی پوزیشن کو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

بالائے طاق رکھتے ہوئے بغیر کسی آئینی جواز کے یہاں پر اپنے سیاسی حلیفوں کو اقتدار حالات اور خطہ کی حساس سونپ دیتے ہیں۔اس احساس کو حبیب کیفوی کچھ ان الفاظ میں اشعار میں ترتیب دیتے ہیں۔

ہم کو معلوم ہے ہر حال میں بہتر ہو گا
فیصلہ آو سپرد دم شمشیر کریں[۵]

اپنے احساس کا کب تک میں گلا گھونٹوں گا
اُٹھ بھی ، لا دے ، مری شمشیر کہاں ہے ساقی[۶]

۱۹۷۱ء میں آزاد کشمیر میں میں سردار عبدالقیوم خان کی حکومت کو غیر آئینی اور غیر اخلاقی طریقے سے معزول کر کے ایک بریگیڈیئر کی زیر نگرانی فوجی انتظامیہ مقرر کر دیا جانا اس امر کی دو اہم مثالیں ہیں۔سیاسی حوالے سے گلگت اور بلتستان) شمالی کشمیر) کی آئینی اور سیاسی پوزیشن نے بھی یہاں کے عوام اور شعراء میں ایک ردِ عمل پیدار کیا ہے جس کو آزاد کشمیر میں آئینی و انتظامی نمائندگی دینے کا مسئلہ عرصہ دراز سے کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔آزاد کشمیر میں عوامی اور ادبی مزاحمت کی ایک اور وجہ کشمیر کے سیاسی مستقبل کے سوال پر الحاق و خود مختاری کی بحث بھی ہے۔اسی حوالے سے امین طارق قاسمی کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

محیط برسرِ مقتل ہے تیغ خُون آشام
یہ دست تیز ہٹاؤ ، بڑا اندھیرا ہے[۷]

چنانچہ یہاں جب بھی کسی شہری یا شاعر اور ادیب نے خود اختیاری اور غیر مشروط آزادی کی بات کی اُس کو "وطن دشمن" قرار دے کر انتقام کا نشانہ بنایا گیا چنانچہ شہید مقبول بٹ اور دیگر وطن دوست اور قوم پرست عناصر کی فکری اور نظری حمایت کے ضمن میں بھی آزاد کشمیر کے شعراء کو شدید مزاحمتی رویہ اپنانا پڑا۔خود مختاری کی فکری تحریک کو آگے بڑھانے اور فکری و فنی تقویت دینے کے لیے آزاد کشمیر کے نیشنلسٹ شاعروں کو اپنے شعری نظام کے عناصر کو مزاحمتی مزاج کا حامل بنانا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11

پڑا۔لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ان معروضی سیاسی و سماجی حالات میں آزاد کشمیر کی شاعری کا معتدبہ حصہ مزاحمتی شاعری کے ذیل میں آتا ہے

خطہ میں مزاحمتی شعری عناصر کو فروغ دینے کے لیے نذیر انجم ، احمد شمیم ، بلبل کاشمیری ، طاؤس بانہالی ، بشیر صرفی اور نوجوانوں میں نوازش مجذوبی اور اسد ضیاء وغیرہ نے کام کیا۔بدلتی ہوئی سماجی قدروں اور ان قدروں کی تخلیقی سطح پر حمایت کے ضمن میں بھی یہاں کے شعراء کو سماجی سطح پر مزاحمت کا رویہ اپنانا پڑا۔کشمیر کی مزاحمتی شاعری کے ضمن میں ایک بہت بڑے تنقیدی مغالطے کو دور کرنا بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ جب کبھی آزاد کشمیر میں مزاحمتی شاعری کی بات کی جاتی ہے تو اس کو کشمیر اور تحریک آزادی کشمیر کے پس منظر میں تخلیق ہونے والےسارے شعری اثاثے کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔اور یوں تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے کشمیر اور پاکستان دونوں میں)لکھی گئی ساری شاعری کو مزاحمتی شاعری قرار دے دیا جاتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خطہ آزاد کشمیر کے حوالے سے لکھی گئی شاعری کس کے خلاف مزاحمت ہے ؟ حکومتِ وقت کے خلاف ؟ جو خود اس تحریک کی ایک نمائندہ اور اس کا " بیس کیمپ" ہے! یقیناً نہیں کیونکہ اس خطہ کی شاعری کو تحریک آزادی کے پس منظر میں لکھی جانے والی شاعری کی حد تک کسی مقتدر قوت یا گروہ سے نہیں ٹکرانا پڑا۔اور ظاہر ہے جب تک کسی مخصوص پس منظر میں لکھی جانے والی شاعری کو کسی طاقتور اور مقتدر قوت سے نہ ٹکرانا پڑے ، جب تک اس میں انقلابی ، باغیانہ اور مزاحمتی عناصر نہ ہوں وہ مزاحمتی شاعری نہیں ہو سکتی۔جس شاعری کو خود حکومت وقت اور سماجی اداروں کی اخلاقی حمایت حاصل ہو اُس نے کس کے خلاف مزاحمت کی ؟ بھارت کے خلاف ؟ لیکن اس خطہ میں تو بھارت کا کوئی اختیار و اقتدار نہیں ہے۔لہذا یہ شاعری مزاحمتی شاعری کی بجائے قومی شاعری کی ذیل میں آتی ہے۔مزاحمتی شاعری کے ذیل میں تو وہ شاعری آئے گی جو اپنے (خالق) شاعر کو یہاں پر موجود سیاسی و سماجی حالات کی کسی جبریت سے بے بر سر پیکار کرتی ہو اور جس کے - نتیجے میں ریاستی اور سماجی خبر کے کسی نظام ، کسی روتے پر حقیقتا زد پڑتی ہو۔یوں اگر دیکھا جائے تو اس

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

سارے شعری اثاثے میں محض چند مضامین ہی حقیقی معنوں میں مزاحمتی مزاج رکھتے ہیں۔نذیر انجم کی ، لایعنی سفر کا مرثیہ" ، "مصلوب روشنی کی شہادت" اور " ہوا فاحشہ ہے"۔منظومات میں احمد شمیم کی نظمیں "المیہ" ، "دلائی کیمپ" " ، "پیامِ انقلاب" ، "نوید سحر" اور" مقبول بٹ " ، "رفیق بھٹی کی منظومات ، "شکوہ"، حریت پسندوں کو سلام" ، " ہم چھین کے لیں گے آزادی "، "اعلان آزادی " اور " منشور آزادی" محمود احمد کی نظم " میری ننھی بیٹی" ، " نصیر احمد نار کی نظمیں "اپنے قاتل کے لیے" ، " ابھی اک خواب باقی ہے " ،" ایک ضبط شدہ پوسٹر " ،" اسلم را جا کی نظمیں " عزم" ، " غیرت کی فتح" اور "انقلاب" ، "، نثار ہمدانی کی نظمیں " ظلم کو خراج" اور "مقبول بٹ " ، " اسرار ایوب کی نظمیں " انتباہ"، "حساب باقی ہے" ، "نوجوانوں سے"، "خود اچھالیں گے آفتاب اپنا " اور "للکار""۔رونا کی نظمیں " چند حرف" اور "جلتا جلتا ہوا پُل" ایم یامین کی نظم "اے میرے اے روشنی کے شہید اول" اور اسد ضیاء کی مشہور نظم " پاؤں کی زنجیر سے "اپنے مضامین ، ماحول اور مزاج کے اعتبار سے مزاحمتی نوعیت کی ہیں۔ان میں سے اکثر منظومات کا اختصاص یہ ہے کہ یہ نظمیں اپنا ایک واقعاتی پسِ منظر رکھتی ہیں اور جن حالات میں یہ لکھی گئیں اور طبع ہو ہوئیں وہ بہت مخدوش تھے۔عاصی کاشمیری کے کلام سے چند اشعار جو انھیں فکرو نظر کے عکاس دکھائی دیتے ہیں۔

اُبھریں گے پستیوں سے مرے شہر کے غریب
جیسے بلندیوں کو بھی اک دن زوال ہے(۸)

کہیں تو روشنی کی مانگ ہو گی
چراغ شام لے کر آگئے ہیں(۹)

لوگ جو مدتوں مظلوم رہے ہیں عاصی
بخش دی ان کے لہو کو بھی حرارت ہم نے (۱۰)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

سجایا جائے گا عاصی تمام رستوں کو
سنا ہے دار منصور چڑھنے والا ہے (۱۱)

اس سے انصاف کی اُمید میں کیسے رکھوں
مدعی بھی ہے وہی اور عدالت اسکی (۱۲)

رفیق بھٹی کی مشہور طویل نظم " شکوہ " جو پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوئی اپنے دور میں ایک باغیانہ تخلیق سمجھی جاتی تھی مدیر انجم کی نظم "دلائی کیمپ آزاد کشمیر میں پاکستان پیپلز پارٹی کے جمہوری نازی ازم کے بد نام زمانہ زمانہ عقوبت خانے "ولاتی کیمپ". کے بارے میں ہے جو مظفر آباد . سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا اور جس میں پاکستان اور آزاد کشمیر کے کئی سیاسی مخالفین کو پیپلز پارٹی کی حکومت میں بہیمانہ تشدد اور ٹارچر کا نشانہ بنایا گیا۔مقبول بٹ کے حوالے سے نثار ہمدانی ، ایم یا مین اور نذیر انجم کی نظمیں اس دور میں تخلیق اور اشاعت پذیر ہوئیں جب حکومت وقت شہید مقبول بٹ کو باغی ، قاتل اور لٹیرا قرار دیتی تھی۔اسی طرح اسد ضیاء کی نظم " پاؤں کی زنجیر بھی ایک متنازعہ اور باغیانہ نظم سمجھی جاتی تھی۔مزاحمتی نظموں کی اس فہرست کے آخر پر آزاد کشمیر میں نظم کے ایک اہم شاعر توصیف خواجا کی نظم کا یہ کانتو ملاحظہ کریں۔

ابھی ڈرتے رہو کچھ دن
کہ بیعنامہ ، ادھورا ہے
نئی شرطوں کے کالے سانپ
بوسیدہ ورق تازہ لکھائی کے بلوں میں جاگتے ہیں
اور سپیرا سو رہا ہے
یہ گہرے خوف کی پوشاک
صدیوں کے کٹے ٹوٹے بدن کو ڈھانپتی تو ہے
اسے اوڑھے رہو کچھ دن

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11

اسے اوڑھے رہو کچھ دن
کہ عریانیتماشا بن تو سکتی ہے کبھی پرچم نہیں بنتی
سنا ہے خوف اور خواہش
پرندوں کے پڑوں میں آگ بھرتے ہیں
گھنیرے خوف میں خواہش ابھرتی ہے
اسے مرنے نہیں دینا
کہ اپنی جنگ دہری ہے
ہماری نیند ٹوٹے چھ برس پورے ہوئے لیکن
کہیں سورج نہیں نکلا
یہاں کوئی ہمارے خواب کے پر کاٹتا ہے
پس منظر تماشا خود تماشائی بنا ہے[۱۳]

منظومات میں مزاحمتی عناصر کے حوالے سے ایک بات بہت اہم ہے اور وہ یہ کہ خطہ کی اُردو نظم میں مزاحمتی عناصر ساٹھ کی دھائی کے بعد زیادہ واضح صورت میں سامنے آتے ہیں۔ساٹھ کی دھائی تک یہاں کی اردو نظم رومانوی تحریک کے زیر اثر نظر آتی ہے جس کے مضامین فطرت پرستی ، منظر نگاری، مذھب. سے پھوٹتے ، شوکت پاستان اور جمالیات و جنسیات سے پھر کے اساطیر کی طرف مراجعت، ہیں اور اس عرصے میں مزاحمتی لجے کی بجائے سپاٹ رومانوی فضاء زیادہ نظر آتی ہے۔رفیق بھٹی کے کلام سے دو شعری مثالیں پیش ہیں۔

وہاں پہلے بہت سر کٹ چکے ہیں
جہاں میں سر اٹھانا چاہتا ہوں[۱۴]

نہ بحر میں ہے وہ پیدا نہ موج دریا میں
وہ سرکشی کا طلاطم جو میرے سر میں تھا[۱۵]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس عہد میں جو نظمیں کشمیر کے تناظر میں لکھی گئیں ان میں بھی بغاوت کی بجائے کشمیر کے معاملے میں جمالیاتی پسندیدگی اور کشمیر کے حسین مناظر کی تصویر کشی کا پہلو زیادہ غالب ہے۔ساٹھ کی دھائی کے بعد لکھی جانے والی مزاحمتی نظموں کا اختصاص یہ بھی ہے کہ ہیئت اور اسلوب کے جدید تجربات کے نتیجے میں ان منظومات میں جدید مزاحمتی علامات نے فروغ پایا جنھوں نے ان میں رمزیت اور ایمائیت جیسی تخلیقی اقدار پیدا کر دیں جس کے نتیجے میں بین السطور مزاحمتی لہجے کی دھار تیز ہو گئی جس نے نظم میں لمحاتی واقعیت اور کھوکھلی اور بلند آھنگ نعرہ بازی کے اکھرے پن کی بجائے اس میں احتجاج کا ایک مہذب لیکن مؤثر قرینہ پیدا کر دیا جس کی بناء پر مزاحمتی تخلیقی قدر بڑھ گئی اور اس کے اند احتجاج اور مزاحمت کی گونج دیر تک اور دُور تک سنی جانے لگی۔مشتاق شاد کے کلام سے اسی حوالے سے اشعار دیکھیے۔

میں پاؤں کی زنجیر سے ڈرتا نہیں اے شاد
رسی مرے ہاتھوں کی مگر ، کھول دے کوئی(۱۶)

اے شاد مجھے مات نہ دی لشکرِ شب نے
رفتار نہیں تیز ، مگر سوئے سحر ہوں(۱۷)

نظم کے برعکس یہاں کی غزل میں مزاحمتی عناصر کی روایت پرانی ہے۔تقریباً اتنی ہی قدیم جتنی خود آزاد کشمیر میں ارد شاعری کی روایت ہے۔غزل میں مزاحمتی عناصر کے اس طویل پس منظر کی وجہ یہ ہے کہ غزل کے اساطیر اپنی رمزیت و ایمائیت او مضامین و مفاہیم کی پہلودار کی بناء پر مقتدر قوتوں کی گرفت سے بچ کر نکل جانے کے بہت سے امکانات اور پہلور کھتے ہیں۔مخلص وجدانی کے کلام سے چند شعری مثالیں ملاحظہ ہوں۔

سُوئے مقتل وہ لوگ آتے ہیں
جو سرِ دار مسکراتے ہیں(۱۸)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11

میں کہ منصور ہوں حق بات سرِ دار کہوں
تم وہ مُنصف ہو کہ سولی پہ چڑھاؤ مجھ کو (۱۹)

وہ خود سر ہے وہ سرداری کسی کی مان لے کیونکر
اُسے تو قد سے اونچا اپنا سر اچھا نہیں لگتا(۲۰)

آزاد کشمیر میں مزاحمتی شاعری کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ غزل کی ہیئت میں مزاحمت کی روایت نظم کی نسبت زیادہ قدیم ہے اور آزاد کشمیر کے اولین شاعر مرزا طالب گورگانی سے جاملتی ہے اور نظم کی نسبت غزل کی ہیئت میں مزاحمت کی آواز دھیمی سی لیکن زیادہ . موثر اور کھلی ہے۔شاعری میں یہی رنگ دوسرے کئی شاعروں کے کلام پر اثر انداز ہوا اور نمایاں سے نمایاں تر ہوتا رہا اس کی کچھ مثالیں ایک معروف کشمیری شاعر نصیر احمد نصیر کے ہاں بھی دیکھائی دیتی ہیں۔چند مثالیں پیش ہیں۔

کچھ خموشی سے دیکھتے تھے مجھے
کچھ تماشائیوں میں چیخ اٹھے
رات بھر خواب دیکھنے والے
دن کی سچائیوں میں چیخ اُٹھے(۲۱)

مزاحمت کی یہ آواز ہر قسم کے جبر و استبداد کے خلاف بلند کی گئی خواہ اس کی جڑیں عالمی دہشت گردی اور اس سے تعلق رکھنے والے ریاستی جبر سے ہو ،یہاں کے شعری ادب میں شعراء نے اپنے اپنے طور پر کسی ایک یا بعض سماجی رویوں کو اپنی مزاحمت سے روکنے کی کوشش کی ہے۔اکرم طاہر نے سماجی رویوں کے خلاف آواز بلند کی ہے ، منور قریشی نے خیالات کی یکسانیت کو آلہ قتل قرار دیکر اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے اور خیالات کے زہر کا تریاق ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے ، نذیر انجم نے آزادی اور خود مختاری کی مخالف قوتوں کو للکارا ہے اور ریاستی اور عالمی جبر کے اداروں کو قابل قرار دیا ہے ، سیدہ آمنہ بہار رونا نے سماجی و عائلی فسطائیت کو بے نقاب کیا ہے ، نصیر احمد ناصر معاشرتی اداروں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

سے برسر پیکار ہیں ، نثار ہمدانی ترقی دشمن قوتوں کو معدوم ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں ان کے کلام سے چند شعری مثالیں دیکھیے۔

وہ صاحب اثر تھا جسے دیکھ دیکھ کر
تبدیل ہو رہے تھے گواہوں کے فیصلے (۲۲)

سنا ہے اس کا تو نام و نشان تک نہ رہا
مرے عروج کے رستے میں کون آیا تھا ؟(۲۳)

اسرار ایوب مذہب دشمن عالمی سوشو پولیٹکل قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔رفیق بھٹی فرسودہ نظریات اور سماجی قدروں کے خلاف سراپا احتجاج ہیں، الطاف قریشی صنعتی عہد کی سرد مہری اور بے حسی کے شاکی ہیں تو احمد شمیم ، نذیر انجم ، بشیر صرفی اورطاؤس با نہالیطالع آزما سیاسی قوتوں کو للکارتے نظر آتے ہیں۔اس مطالعے کے نتیجے میں ایک بات اور سامنے آتی ہے وہ یہ کہ شعراء کے ہاں خبر کی علامتیں بھی مختلف ہیں۔اکرم طاہر کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں مزاحمت کو اُجاگر کرنے کے لیے "اندھیرے" اور "روشنی کی علامات اور ان کے باہمی تضاد کو ابھارا گیا ہے۔احمد شمیم بنیادی طور پر مہاجرت کے دُکھوں کے شاعر ہیں اس لیے اُن کے ہاں " بے جہت مسافرت" اور " جادہ پیمائی" کے ناتے سے قدموں کے نشان" اور "گردِ سفر " مقدر کے خبر کی علامت ہے۔نذیر انجم کی شاعری کا پس منظر بیشتر سیاسی ہے اس لیے " تاج و تخت" اور "مسندِ اقتدار " ان کے ہاں خبر کی علامت ہے اور "داروزئن " سرفرازی کی۔ڈاکٹر صابر آفاقی کے ہاں سماج کے وہ عناصر جو جبر پر مامور ہیں کوتاہ قد اور بونے ہیں اور یہ ہونے سرکشیدہ لوگوں کے سروں کے درپے ہیں لہذا ان کے " ہاں قد و قامت مزاحمتی شاعری کا ایک بلیغ استعارہ ہے مخلص وجدانی نے مزاحمت کے مضامین کے لیے تاریخ کے ایک کردار منصور بن حلاج کو علامت بنایا ہے۔عاصی کا شمیری اسد ضیاء اور مشتاق شاد کی شاعری میں " لہو کی ، روشنی " اور " زنجیرورسن جیسی علامات سے مزاحمت کے مضامین پیدا کیے گئے ہیں۔مشتاق شاد نے "رات کی تاریکی " اور "سحر کی سپیدگی" کا تضاد بھی مزاحمتی مضامین پیدا کرنے کے لیے کرتا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11

ہے۔نصیر احمد ناصر کے ہاں "آواز" خبر کے خلاف احتجاج کا ایک بڑا استعارہ ہے چنانچہ ان کی مزاحمتی شاعری میں صوت و صدا مزاحمت کی اہم علامت ہے۔علاوہ ازیں وہ اپنی نظموں اور غزلوں میں خواب دیکھنے کی آزادی مانگتے ہیں۔چنانچہ ان کے "ہاں خواب" بھی مزاحمت کی ایک اہم علامت ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ فہیم اعظمی نے ناصر کو خواب ، سفر اور مظاہر فطرت کا شاعر قرار دیا ہے اور سیتہ پال نے اپنے مضمون مناصر کی شاعری میں روشنی کی علامت " میں ناصر کی شاعری میں روشنی کی علامت کا خصوصی مطالعہ کیا ہے۔۳۸، نوجوان شاعر اسرار ایوب کی شاعری میں مختلف رنگوں کو احتجاج اور مزاحمت کی علامت کے طور پر برتا گیا ہے۔چنانچہ انہوں نے ، رنگوں کے تضاد سے مزاحمت کے مضامین اُبھارے ہیں علاوہ ازیں ان کی شاعری میں حرف مزاحمت کے خلاف جہاد کی ایک بھر پور علامت ہے۔

اسرار بڑائی ہے اب اس عہد رستم کی
جو سانس بھی آتی ہے وہ اب جسم سے تنگ ہے (۲۴)

جبر لفظوں کو مٹادے تو صدا بولتی ہے
اتنا آسان نہیں ہونٹ کا سلنا لوگو !
چار جانب سے مدد گھیرنے آئے گا
تمہیں اپنے قدموں سے کسی طور نہ ہلنا لوگو(۲۵)

شعراء میں علامات کے حوالے سے ایک تضاد بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔مثال کے طور پر احمد شمیم کی شاعری میں " ہوا " جبر ریا کاری اور بدنیتی کی علامت ہے چنانچہ اُنہوں نے "ہوا فاحشہ ہے " جیسی نظموں میں ہوا کو خبر کو علامت قرار دیکر مطعون کیا ہے جبکہ شعراء کی نئی نسل میں ہوا آزادی تازگی خود مختاری اور آنا پسندی کی ایک بھر پور اور بلیغ علامت کے طور پر سامنے آتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

آخر میں آزاد کشمیر کے سب سے اہم اور سب سے معروف مزاحمتی شاعر نذیر انجم کا مزاحمتی رنگ ذرا تفصیل سے درج ہے کیونکہ خطہ میں مزاحمتی رویوں کی رجحان سازی اور ان کے فروغ میں اس شاعر کی خدمات قابل لحاظ ہیں:

اب کنیزیں نہ چُنی جائیں گی دیواروں میں
لد گیا دور جہاں گیری و دارائی کا (۲۶)

ہم پتھروں کے شہر میں لب بستہ کب تلک ؟
خون جگر سے شرح غم آرزو کریں(۲۷)

جو کج کلاہوں کے نزدیک ناپسند رہے
وہی عوام کی نظروں میں سر بلند رہے
قوی تھے جو وہ جھپٹتے پھرے مثال عقاب
جو ناتواں تھے وہ اکثر تہہ کمند رہے
خودی شناس رہے بے نیاز جاہ و حشم
جو بے آنا تھے ہمیشہ نیاز مند رہے
خجل ہمیں سے ہیں اورنگ و چتر سلطانی
ہمیں رہینِ ستم ہائے قید و بند رہے(۲۸)

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان ملے جلے مزاحمتی رویوں نے یہاں کی شاعری کو ایک خاص قدر مشترک بخشی ہے اور وہ ہے کسی بھی علامت اور کسی بھیجوالے سے جبر کے خلاف آواز اٹھانے کی قدراور ایک بات اور قابلِ ذکر ہے اور وہ یہ کہ غزل کے دو اہم شعراء عبدالرزاق بیکل اور ذکر یا شاذ کے ہاں مزاحمتی مضامین واضح شکل میں سامنے نہیں آئے۔ نظم کے اہم شاعر ایم۔یامین کے ہاں سماجی رویوں اور منفی معاشرتی قدروں کے خلاف مزاحمت کا ایک سلجھا ہوا اور خالص فنی قرینہ ملتا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے جس میں مزاحمت کی آواز زیادہ اونچی نہیں تاہم تاثیر سے بھر پور ہے۔ان کی نظم بچھل پیری " اور " در " سماجی قدروں کی فسطائیت کے خلاف مزاحمت کے ایک سنبھلے ہوئے اُسلوب کو سامنے لاتی ہیں جن میں نعرہ بازی کی بجائے مہذب احتجاج کا رویہ ملتا ہے جو مظلوم کی مظلومیت اور چارگی کو بھی اُبھار دیتا ہے لیکن ظالم کو گالی بھی نہیں دیتا۔

حوالہ جات

۱۔پروفیسر محمد عثمان ،"مزاحمتی ادب ایک تجزیہ"۔مطبوعہ مضون ،سیارہ ،کراچی ،جلد ۵۹، دارالاشاعت کراچی ،ص ۳۰۵

۲۔احسان اکبر ، "جموں کشمیر، ہمارا اکیسویں صدی میں داخلہ ، مطبوعہ مضمون ، کہکشاں ، المسطر ،اسلام آباد ،۱۹۹۴ء، ص ۴۱

۳۔حبیب کیفوی ، کشمیر میں اردو، مرکزی اردو بورڈ ،لاہور،ص ۲،۴

۴۔ ایضا،ص۷۵

۵۔ ایضا،ص۷۵

۶۔ ایضا،ص ۶۲

۷۔امین طارق قاسمی،جہاد کشمیر، تعمیری کتب خانہ،راولپنڈی ۱۹۵۶،ص ۱۰

۸۔عاصی کشمیری، " ہجرتوں کے کرب" دانش کدہ ،میر پور،۱۹۹۵ء،ص ۸۷

۹۔ایضا،ص،۱۱۲

۱۰۔ایضا،ص،۱۱۳

۱۱۔ایضا،ص،۱۴۴

۱۲۔ایضا،ص۱۴۵

۱۳۔توصیف خواجہ،"ارمانوں کاشہر"،علمی پبلشرز،مظفرآباد،۱۹۹۶ء،ص۲۱

۱۴۔رفیق بھٹی"،ستون دار"پنجال پبلشرز، میر پور ،۱۹۹۴ء،ص۲۶

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-11

۱۵۔ایضا،ص۸۷

۱۶۔مشتاق شاد " ریگ رنگ " ماورا ، لاہور ۱۹۹۶ء،ص ۱۱۹

۱۷۔ایضا،ص ۱۱۵

۱۸۔ مخلص وجدانی،"صلیبوں کا شہر" ادبیات، مظفر آباد،۱۹۹۵ء، ص ۲۳

۱۹۔ایضا،ص۲۳

۲۰۔ایضا،ص۴۲

۲۱۔نصیر احمد ناصر ،" دسمبر اب مت آنا" لیوبکس ،اسلام آباد،۱۹۹۶ء،ص ۱۲

۲۲۔نثار ہمدانی ،"چنار چاندنی اور چنبیلی"کشمیر سو سائٹی مظفر آباد،۱۹۹۳ء،،ص ۷۸

۲۳۔ایضا،ص۳۳

۲۴۔اسرار ایوب"' برف سے حرف" لیاقت علی پبلشر ،لاہور ،۱۹۹۵ء، ص ۴۵

۲۵۔ایضا،ص۸۲

۲۶۔نذیر انجم ،" پلک پلک زنجیر"کاشر پبلشرز میر پور ،۱۹۹۶ء،ص ۵۶،

۲۷۔ایضا،ص۴۴

۲۸۔ایضا،ص۵۶